ایک کلیات۔ دو مدونین، تقابلی مطالعہ

(کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ مرتبہ ڈاکٹر زور، ڈاکٹر سیدہ جعفر)

عظمت رباب/محمد خاں اشرف

ABSTRACT:

The tradtition of "Urdu Tadveen e Matn" has its roots in the rich and flourishing history of Tadveen in Arabic and Persian. In Particular it drives its principals and rules from the Tadveen of Quran and Hadees. However it got its founding from English sources also. Urdu Tadveen e Matn started from the beginning of 20th Century. Hafiz Mehmood Shirani was its first proponent. Then it spread throughout India to different centres of learning.

Dr. Azmat Rubab in her dissertation points out such 12 centers of Tadveen e Matn throughout the length and breadth of India and Pakistan. Prominent among these are Deccan, Lahore, Delhi, Karachi, and Raam Pur etc. where learned scholars carried out Tadveen of important manuscripts and texts.

One such center is Deccan where scholars tried to preserve the manuscripts of these old poets and writers who belonged to Deccan. One of the great early poets of Deccan was Sultan Muhammad Quli Qutab Shah. He wrote a large variety of verses. First scholar to edit his Kuliyat was Dr. Mohi Ud Deen Qadri Zor. Later on, after some 40 years, Dr. Syyada Jafer again edited His Kuliyat. Both these works are of great value. Here Dr. Azmat Rubab compares the two efforts of the scholars and brings out the identities and differences between the two compilations.

اردو تدوینِ متن کی روایت زیادہ قدیم نہیں ہے۔ بیسویں صدی کے اوائل میں اس کا باقاعدہ آغاز سائنسی

طریق سے حافظ محمود شیرانی سے ہوا۔ اس کے بعد بیسویں صدی میں ہندوستان اور پاکستان کے مختلف مراکز ، اداروں اور شہروں میں تدوینِ متن کی روایت کا ایک سلسلہ چل پڑا۔نظم اور نثر دونوں قسم کے متون کی تدوین کی گئی ۔ نثر کے متون میں تذکرے ،خطوط، ملفوظات،صوفیانہ رسائل ،داستانیں شامل ہیں جبکہ نظم کے متون میں دیوان ، کلیات،مثنویاں،مراثی ، قطعات شامل ہیں ۔تقریباً سبھی مدونین نے نظم ونثر کے متون کومرتب کیا ہے لہٰذا تدوین کی یہ روایت اس بنیاد پر بیان کرنے میں تکرار کی خامی کا سامنا ممکن ہوسکتا تھا ۔ مدونین کی الف بائی ترتیب میں یہ قباحت تھی کہ مدونین جومختلف شہروں ، تحقیقی مراکز اور تعلیمی و تحقیقی اداروں سے تعلق رکھتے تھے ان کے طریقِ تدوین، وسائل و ذرائع اورضوابط میں فرق تھا لہٰذا ڈاکٹر وحید قریشی اور ڈاکٹر زاہد منیر عامر کی رہنمائی اور ہدایات کے مطابق اردو تدوینِ متن کی روایت کو دبستان میں تقسیم کیا گیا جو مطبوعہ مقالہ پی ایچ ڈی بعنوان ''اردو تدوینِ متن کی روایت'' میں پیش کی گئی ۔ اس طریق کار کے مطابق اردو تدوین کی روایت کو ایک منطقی ترتیب سے پیش کیا گیا ہے جس سے مدونین کے مخصوص طریقِ تدوین اور اصول وضوابط مرتب کرنا آسان ہو گئے ہیں ۔

اردو تدوینِ متن کے دبستانِ دکن میں دو اہم اور نمایاں نام ڈاکٹر محی الدین قادری زور (۱۹۰۵ء۔۱۹۶۲ء) اور ڈاکٹر سیدہ جعفر(پ۱۹۳۴ء) کے ہیں ۔ ڈاکٹر زور کو دکن اور دکن کے شعر و ادب سے جو لگاؤ اور عشق تھا وہ ان کی تحریروں سے بخوبی جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔ اردو شعر و ادب کی تاریخ میں ان کا نمایاں کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے کلیاتِ سلطان محمد قلی قطب شاہ کی تدوین کر کے اردوخواں طبقے ، نقادوں اور محققین کو ایک نئی راہ سجھائی ورنہ اس سے قبل ولی ہی کو اردو شاعری کا باوا آدم تصور کیا جاتا تھا۔اس کلیات کے منظرِ عام پر آنے سے تاریخ کے سلسلے درست ہو گئے کہ ولی سے تقریباً دوسو سال قبل جنوبی ہند دکن میں پچاس ہزار اشعار پر مشتمل کلام ایک بادشاہ شاعر کے قلم سے صفحۂ قرطاس پر آچکا ہے ۔ ڈاکٹر زور نے محمد قلی قطب شاہ کے کلیات کی تدوین کی جو ۱۹۴۰ء میں مکتبہ ابراہیمیہ مشین پریس حیدرآباد دکن سے شائع ہوا ۔ اس کلیات کے شائع ہونے کے ۴۵ سال بعد سیدہ جعفر نے کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ کو ازسرِ نو مرتب کیا اور اس تدوینِ نو کی وجوہات اور ضرورت و اہمیت کو مقدمے میں بیان کیا ہے ۔ ذیل میں ان دونوں مدونین کے مرتبہ کلیات کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے ۔ اس کلیات کے علاوہ متعدد ایسے متون اردو تدوینِ متن کی روایت میں موجود ہیں جنھیں ایک سے زیادہ مدونین نے ترتیب دیا ہے ۔ یہ مضمون اس سلسلے کی پہلی کڑی ہے ۔

۱۔سنہ اشاعت :

کلیاتِ سلطان محمد قلی قطب شاہ کو ڈاکٹر سید محی الدین قادی زور نے مرتب کیا ہے ۔ جو مکتبہ ابراہیمیہ مشین پریس حیدرآباد دکن سے ۱۹۴۰ء میں شائع ہوا۔مقدمے سے قبل خطبہ کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ کے چند اشعار درج کیے ہیں ۔ یہ خطبہ قلی قطب شاہ کے بھتیجے نے ۱۰۲۵ ھ میں منظوم دیباچے کے طور پر درج کیا تھا ۔ اس کے حاشیے میں مرتب لکھتے ہیں :

''افسوس ہے کہ اس خطبے کے صرف جستہ جستہ اشعار ہی دستیاب ہوئے ۔ اگر پورا خطبہ مل جاتا

تو کلیات کے متعلق اور تفصیلی معلومات حاصل ہوسکتیں۔''[۱]

ڈاکٹر سیدہ جعفر نے محمد قلی قطب شاہ (۹۷۳ھ۔۱۰۲۰ھ/ ۱۵۶۵ء۔۱۶۱۱ء) کا کلیات مرتب کیا جو ترقی اردو بیورونئی دہلی سے ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا۔اس خطبے کے حوالے سے انھوں نے مقدمے میں لکھا:

''یہ منظوم دیباچہ کلیات قلی کے اس نسخے کی زینت تھا جو اسٹیٹ لائبریری میں موجود تھا اور جس کا اب کوئی پتہ نہیں چلتا۔''[۲]

مولوی عبدالحق نے اپنے مضمون ''کلام سلطان محمد قلی قطب شاہ'' مطبوعہ رسالہ ''اردو'' جنوری ۱۹۲۲ء میں اس دیباچے کے چودہ شعر نقل کیے تھے۔ ڈاکٹر زور نے کلیات سلطان محمد قلی قطب شاہ میں مزید تیرہ اشعار کا اضافہ کیا تھا۔

۲۔مقدمہ:

ڈاکٹر زور نے کلیاتِ سلطان محمد قلی قطب شاہ کے مقدمے میں شاعر کے کلام کی خصوصیات اور نسخوں کا تعارف اور تدوینِ متن کا طریق کار تفصیل سے درج کیا ہے۔شاعر کے تخلص کے بارے میں بھی وضاحت کی ہے ۔مقدمے کی ابتدا میں ڈاکٹر زور نے محمد قلی قطب شاہ کی سیاست، بادشاہت اور شاعری کی تعریف کی ہے۔ان کے مطابق محمد قلی قطب شاہ کی شاعری اکتسابی نہ تھی۔ وہ صرف اردو ہی نہیں بلکہ فارسی اور تلنگی زبانوں میں بھی شاعری کرتا تھا۔ وہ اکبر کا ہم عصر تھا۔ وہ غریبوں اور محتاجوں کی شنوائی کرتا۔ اس نے حیدرآباد جیسے عالی شان شہر کی بنیاد رکھی۔مرتب اس شہر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''عہدِ حاضر میں محمد قلی قطب شاہ معانؔی کی یہ پریم نگری صحیح معنوں میں مدینۃ العلم بن چکی ہے اور اس کی علمی اور ادبی فضا معراج کمال کو پہنچ رہی ہے۔''[۳]

محمد قلی قطب شاہ کا اردو کلام پچاس ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔قصیدہ،مثنوی، رباعی،غزل،قطعہ، ہر صنف سخن کے نمونے کلیاتِ قلی قطب شاہ میں موجود ہیں۔اسی طرح عاشقانہ مضامین، عارفانہ نکات،شاہی لوازم،درباری شان و شکوہ،محلات کی رنگینیاں، باغوں کی سرسبزی و شادابی،عوام کے اعتقادات،عیدوں اور تہواروں،کھیل کود اور تماشوں، بازاروں اور بیوپاروں، ہندوؤں اور مسلمانوں کے عام رسموں رواجوں کی جھلکیاں بھی اس کی شاعری میں ہیں۔ ان متنوع موضوعات کے بارے میں مرتب لکھتے ہیں:

''اس نے ایسے ایسے موضوع پر بھی قلم اٹھایا ہے جن پر عام شاعروں کی نظر تک نہیں پڑتی۔ وہ ایسی پتہ کی باتیں لکھ جاتا ہے کہ پڑھنے والے حیران رہ جاتے ہیں کہ اس قدر قدیم زمانہ میں ایک بادشاہ کا مشاہدہ اتنا وسیع اور گہرا کیسے ہوسکتا تھا۔''[۴]

اسلوب کے حوالے سے مرتب نے لکھا ہے کہ محمد قلی کا اسلوب سادہ،سلیس اور رنگین ہے کہ ہر شخص اس کے کلام کو پڑھ کر محظوظ ہوسکتا ہے۔مرتب نے محمد قلی قطب شاہ سے قبل کے سیاسی حالات، محمد قلی کی بادشاہت اور اس کے

کارناموں کومختصراً تاریخ کے حوالوں کی مدد سے بیان کیا ہے ۔اس کے حالات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ نے اپنے کلام کے ذریعہ سے اپنی ذات اور اپنے عہد کے متعلق ایسا مواد چھوڑا ہے جو تاریخوں کی تمام نقائص اور کمی کی تلافی کر دیتا ہے۔ ''۵

محمد قلی نے اپنے نام اور تخلص کو اپنے کلام میں جگہ جگہ استعمال کیا ہے ۔کلیاتِ قلی میں ۱۷ تخلص ملتے ہیں جو اس نے استعمال کیے ہیں۔تعلیم وتربیت اور عاشق مزاجی ،شعروشاعری ،تصوف وعرفان اور حافظ کا اثر ،کمال سخن اور شاعرانہ تعلیٰ ، بھاگ متی یا حیدرمحل ، مذہبی میلان اور مخالفتیں ، حیدرآباد اور اس کی زیبائش وآرائش ،عیدوں اور تہواروں کی ترویج ، دوسری عیدیں ، نوروز اور بسنت ، رسم و رواج اور دیگر مصروفیتیں ، تدبر و سیاست ، ہندو رعایا کی سرپرستی ، ایرانیوں اور اجنبیوں کی نگہداشت وقدرافزائی ،تاہل ، اولاد اور وفات کے عنوانات کے تحت محمد قلی قطب شاہ کی ذاتی ، سیاسی اور مذہبی زندگی کے ہر گوشے کو مقدمے میں بیان کیا گیا ہے ۔

سیدہ جعفر نے ۲۹۴ صفحات کے مقدمے میں قطب شاہی خاندان کا پس منظر ،محمد قلی کی ولادت ،تعلیم وتربیت ، حلیہ ، شادی ، اولاد ، حیات بخشی بیگم ،عہد قلی میں امن و امان ، مذہب ، شخصیت کی خوبیاں ، آخری ایام ، وفات ، سماجی زندگی ،عمارتوں کی تعمیر ،قطب مشتری ، بھاگ متی اور بھاگ نگر ، ہم عصر شعرا ، شاعری کی خصوصیات ،تقریبات اور تیوہاروں کا تذکرہ ، موسموں کا احوال ، صنائع بدائع ، بحریں ، مرثیہ نگاری ، ریختی ، قصیدہ گوئی ، رباعی ، فارسی شاعری ، لسانی مطالعہ ،نسخوں کا تعارف ، ڈاکٹر زور کی تدوینِ کلیات محمد قلی قطب شاہ کے بعد تدوینِ نو کی ضرورت جیسے موضوعات پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ اگرچہ یہ مقدمہ بہت طویل ہے لیکن چونکہ اس سے قبل محمد قلی قطب شاہ کے حالات اور پس منظر کے بارے میں کوئی جامع تصنیف موجود نہ تھی اس لیے یہ مقدمہ محمد قلی کے عہد ،شخصیت اور کلام پر مکمل معلومات فراہم کرتا ہے ۔

قطب شاہی خاندان کا بانی سلطان قلی قطب شاہ تھا ۔ سلطان قلی کے دکن آنے اور محمود شاہ بہمنی کے دربار میں باریابی اور ۱۵۱۸ء میں سلطان کی وفات کے بعد اس کی تلنگانہ میں خودمختاری کے اعلان اور حکومت کو تفصیل سے مقدمے میں بیان کیا گیا ہے ۔

گولکنڈہ کا پانچواں تاجدار ابوالمظفر محمد قلی قطب شاہ تھا جو اپنے والد ابراہیم قطب شاہ کے انتقال کے بعد ۲۱ ربیع الثانی ۹۸۸ھ بمطابق ۵ جون ۱۵۸۰ء میں تخت نشین ہوا ۔محمد قلی کی ماں ایک ہندو عورت تھی جس کا نام بھاگ وتی تھا ۔سیدہ جعفر نے مختلف تاریخوں کے حوالے سے ڈاکٹر زور کی اس بات کی تردید کی ہے کہ محمد قلی اپنے دوسرے بھائیوں سے تعلیم میں کم درجہ تھا۔

محمد قلی نے اٹھارہ سال کی عمر میں شاہ میر کی بیٹی سے شادی کی ۔ایک مہینے تک اس خانہ آبادی کی مسرت میں رات دن جشن منائے گئے اور دعوتیں ہوتی رہیں ۔ اس ملکہ سے صرف ایک لڑکی حیات بخشی بیگم تھیں جو محمد قلی کے بھائی محمد امین کے بیٹے محمد سلطان سے منسوب تھیں ۔

محمد قلی شیعہ عقائد کا پیروتھا۔ اپنی تخت نشینی کے فوراً بعد ۹۸۹ھ مطابق ۱۵۸۱ء میں اس نے اپنے سکہ پر علم کے نشان کا اضافہ کیا جو امام حسینؓ سے اس کی عقیدت کا مظہر ہے۔ چار مینار کی تعمیر کے بعد ۱۰۰۱ھ میں بادشاہی عاشور خانے کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور ۱۰۰۵ھ میں اس عمارت کی تعمیر مکمل ہوئی۔ نئے دارالسلطنت میں دوسری تمام عمارتوں سے پہلے عاشور خانہ بنوانے کا خیال محمد قلی کے عقائد کو ظاہر کرتا ہے۔ اس میں چہار دہ معصومین کے علم استادہ کیے گئے تھے۔

محمد قلی ایک مدبر اور ماہر سیاست دان بھی تھا۔ عیش وعشرت کی فراوانی کے باوجود وہ امور ملکی سے غافل نہیں رہتا تھا۔ ملک کے جس حصے میں ہنگامہ برپا ہوتا یا جہاں باغی سرکش ہو جاتے وہ اس طرف فوری توجہ کرتا۔ وہ ایک امن پسند، صلح جو اور رحم دل بادشاہ تھا۔ غریبوں اور حاجت مندوں کی دادرسی کرتا۔ اس کے دسترخوان پر ایک ہزار سے کم مہمان موجود نہ ہوتے۔ وہ اہل دل اور صاحب نظر بادشاہ تھا۔ خداداد محل میں بادشاہ کی بارہ پیاریاں رہا کرتی تھیں۔

محمد قلی فنونِ لطیفہ کا دلدادہ تھا۔ اس کے دورِ حکومت میں فنِ تعمیر کے نایاب نمونے اس کے اعلیٰ ذوق کے مظہر ہیں۔ چار مینار، گگن محل، خداداد محل، محل کوہِ طور، سجن محل، اعلیٰ محل فنِ تعمیر کے نایاب نمونے ہیں۔ اسے خوش نویسی کا بھی شوق تھا۔ فنِ مصوری سے بھی لگاؤ تھا۔ وہ آزاد منش اور روایت شکن تھا۔ محمد قلی نے ۱۷ ذیقعدہ ۱۰۲۰ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۶۱۱ء کو وفات پائی۔

محمد قلی حیدر آباد شہر کا بانی تھا۔ گول کنڈہ میں آبادی کی کثرت کی وجہ سے بادشاہ اور اس کے وزیر میر مومن نے نئے شہر کی تعمیر ضروری سمجھی۔ سیدہ جعفر نے دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ وجہی کی قطب مشتری میں محمد قلی کے عشق کی داستان بیان نہیں کی گئی۔ بھاگ متی کا وجود افسانوی نوعیت کا حامل ہے۔ قطب مشتری کا قصہ رومانی اور تخیلی ہے۔ قطب مشتری سے مشابہت رکھنے والا سنسکرت کا منظوم قصہ ''نوا سا ہا سانا چرتر'' ہے۔ اسی طرح مرتبہ نے یہ روایت بھی غلط قرار دی کہ محمد قلی نے اپنی محبوبہ بھاگ متی کے نام پر نیا شہر بھاگ نگر یا حیدر آباد تعمیر کیا تھا۔ محمد قلی نے اپنی پیاریوں کا ذکر اپنی شاعری میں کیا ہے تو وہ بھاگ متی کا ذکر بھی ضرور کرتا۔

محمد قلی قطب شاہ کی عشقیہ شاعری پر اس کے ماحول اور شخصیت کی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔ وہ عاشقانہ مزاج اور شاعرانہ ذہن لے کر آیا تھا۔ اس کی شاعری اس کی شخصیت کی آئینہ دار ہے:

> ''محمد قلی کی ساری شاعری زندگی اور محبت کی فتح مندیوں کی داستان ہے۔ اس نے محبت کو جی کا جنجال اور دل کا روگ نہیں بنا لیا تھا۔ اس لیے اس کی شاعری میں رونے بسورنے اور زندگی سے بیزار اور برسرپیکار ہونے کے بجائے زندگی کی رنگینیوں میں ڈوب جانے کا رجحان موجود ہے۔''[۶]

محمد قلی قطب کا کلام اردو ادب میں جنسی شاعری کا پہلا نمونہ ہے۔ اس نے سراپا نگاری کی ایک توانا روایت کی بنیاد ڈالی۔ شاعری میں محمد قلی کے عقائد اور مذہبی رجحانات کا پتہ چلتا ہے۔ ہندوستانی رسومات اور تہذیبی مرقعے،

موسمی کیفیات، تیوہار، پھول، محلات، کھیل، تقریبات، فطرت پرستی، موسمِ باراں، بسنت، موسم سرما، مرگ یا آغازِ بارش، صنائع بدائع، شاعرانہ تعلّی، مضامین کا تنوع، بحریں، ردیف، قافیہ، موسیقی سے دلچسپی، غنائی شعور اور لسانی مطالعے کو تفصیل سے مثالوں کے ذریعے مقدمے میں بیان کیا گیا ہے۔

۴۔نسخوں کا تعارف:

دونوں مرتبین نے کلیاتِ قلی کے آٹھ نسخوں کا ذکر کیا ہے لیکن دونوں مرتبین نے جن دو نسخوں کی مدد سے متن ترتیب دیا وہ مشترک ہیں۔

کلیات کے نسخوں کے بارے میں ڈاکٹر زور لکھتے ہیں کہ کلیاتِ محمد قلی کے آٹھ نسخوں کا پتہ چل سکا ہے۔ ان کا مختصر تعارف ذیل میں درج ہے:

۱۔نسخہ کتب خانہ شاہانِ اودھ: اس کتب خانہ کی فہرست اسپرنگر نے مرتب کی تھی جو ۱۸۵۴ء میں شائع ہوئی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نسخہ تیرہ سو آٹھ صفحات پر مشتمل تھا۔ یہ کلیات نامکمل تھا۔

۲۔نسخہ کتب خانہ ٹیپو سلطان: اس کی فہرست اسٹوارٹ نے مرتب کی تھی۔ یہ نسخہ بعد میں ایسٹ انڈیا آفس کو منتقل کر دیا گیا۔

۳۔ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کا نسخہ: اس نسخہ کا ذکر اسپرنگر کے کیٹلاگ میں ملتا ہے۔۱۰۲۲ھ میں لکھا گیا تھا۔۔

۴۔کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد: اس نسخہ پر ایک تفصیلی مضمون مولوی عبدالحق نے رسالہ اردو ۱۹۲۲ء میں لکھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اٹھارہ سو صفحوں پر مشتمل تھا اور اس پر خود سلطان محمد قطب شاہ کے دستخط تھے۔

۵۔کتب خانہ نواب سالار جنگ بہادر: اس کتب خانے میں جو نسخے ہیں ان میں پہلا نہایت قدیم، شاہی مصور و مطلا نسخہ ہے۔ اور خود سلطان محمد قطب شاہ کی زندگی میں غالباً اسی کے حکم سے لکھایا گیا تھا۔ یہ نسخہ بھی مکمل نہیں ہے۔ اس کے صفحات بے ترتیب ہیں۔ اس کلیات کو نسخہ قدیم یا حرف ق سے ظاہر کیا گیا ہے۔ اس کے اشعار کی تعداد ۱۹۱۸ ہے۔ اس کلیات کی ردیف وار تفصیل جدول کے ذریعے دی گئی ہے۔

۶۔کتب خانہ نواب سالارِ جنگ بہادر کا دوسرا نسخہ: یہ دوسرا نسخہ بھی شاہی ہے اور بادشاہ کی وفات کے بعد مرتب ہوا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ سلطان محمد قطب نے ۱۰۲۲ھ میں جو نسخے مرتب کرائے ان کے ساتھ کا ہو۔ یہ ناقص الاول ہے۔ اس لیے مثنویاں، طویل قصیدے اور ترجیع بند اس میں شامل نہیں ہیں البتہ رباعیات مکمل حالت میں موجود ہیں۔ مرتب کلیات میں جن نظموں کے آخر میں ج لکھا ہے وہ اسی دیوان سے ماخوذ ہیں اور جو غزلیں قدیم دیوان میں نہ مل سکیں وہ اسی سے حاصل ہوئی ہیں۔ مرتب لکھتے ہیں:

> ''چوں کہ اس میں قدیم دیوان کے مرتب ہونے کے بعد کا کلام بھی درج ہے اور مصنف کے جانشین نے اس کو مرتب کیا ہے۔ اس لیے ہم نے اس کو مقدمہ میں یا کلیات میں نسخہ جدید یا حرف ج سے یاد کیا ہے۔'' [۷]

نسخہ قدیم اور نسخہ جدید کا ایک نمایاں فرق مرتبین نے یہ بیان کیا ہے کہ قدیم میں شاعر کا تخلص اکثر معانیؔ ہے اور دوسرے میں قطب شاہ یا قطب شہ۔

۷۔ سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ میں ایک قدیم نسخہ کے مختلف اوراق: کتب خانے میں کلیات محمد قلی کے چند اوراق میں چند نئی غزلیں اور مرثیے دستیاب ہوئے۔ اس واقعہ سے یہ پتا چلتا ہے کہ محمد قلی کے دیوان کی کئی نقلیں کی گئی تھیں جو اب تک موجود ہیں۔

۸۔ کتب خانہ آغا حیدر حسن صاحب: یہ نسخہ حال کا نقل کیا ہوا ہے اور کتب خانہ نواب سالار جنگ بہادر کے پہلے دیوان کی نقل ہے۔

درج بالا نسخوں میں سے آخر الذکر چار نسخے ڈاکٹر زور کے زیر استعمال رہے ہیں۔

سیدہ جعفر نے بھی کلیاتِ قلی کے آٹھ نسخوں کا ذکر کیا ہے جن میں سے ایک نسخہ نمبر ۵ کو قدیم اور نسخہ نمبر ۶ کو نسخہ جدید کا نام دیا ہے۔ ان دو نسخوں کی مدد سے سیدہ جعفر نے یہ کلیات ترتیب دیا ہے۔ دیگر نسخوں کا تعارف مخطوطات کی مختلف فہارس میں تو ملتا ہے لیکن وہ دستیاب نہیں ہیں۔

ڈاکٹر زور کے مرتبہ کلیات قلی کی موجودگی میں سیدہ جعفر نے اپنے مرتبہ کلیات کی اہمیت اور ضرورت کو بیان کیا ہے۔ محمد قلی کی جو غزلیں مسلسل مضامین کی حامل تھیں انھیں ڈاکٹر زور نے نظموں کا نام دیا اور ان کے عنوانات خود قائم کیے۔ ڈاکٹر زور نے نظموں کو جو عنوانات دیے تھے سیدہ جعفر کے بیان کے مطابق ان میں سے چند نظموں کے نام متن کے مطابق نہیں تھے۔ اسی طرح وہ کلام جو غزلوں کی فہرست میں شامل کیا گیا ان میں سے بھی کافی کلام نظموں کی ذیل میں آ سکتا تھا۔ تیسرے یہ کہ چند دکنی الفاظ کے معنی کی صحت کی طرف مرتب نے توجہ نہیں کی۔ ان وجوہات کی بنا پر سیدہ جعفر نے کلیات کی تدوینِ نو کی۔

سیدہ جعفر نے قدیم و جدید دو نسخوں سے کلیات کی تدوین میں مدد لی ہے۔ نسخہ قدیم میں غزلیں اور قصیدے شامل ہیں۔ اس میں اشعار کی تعداد ۱۹۱۸ ہے۔ اس دیوان میں شاعر نے اکثر جگہ معانی اور کہیں کہیں قطب شہ تخلص استعمال کیا ہے۔ نسخہ جدید ناقص الاول ہے۔ اس میں رباعیات موجود ہیں۔ نسخہ نمبر ۷ جو چند منتشر اوراق پر مشتمل ہے اس میں چند غزلیں اور مرثیے ہیں۔

> ''کلیات ہذا کتب خانہ سالار جنگ کے مذکورہ بالا دونوں نسخوں (جدید وقدیم) کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔ بعض غزلیں صرف نسخہ قدیم اور بعض صرف نسخہ جدید میں موجود ہیں۔ کچھ ایسی بھی ہیں جو جدید و قدیم دونوں میں درج ہیں۔ انھیں ان دونوں مخطوطات کا مقابلہ کر کے مرتب کیا گیا ہے اور اختلافات نسخ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔'' [۸]

جن اشعار کو ڈاکٹر زور نے اپنے مرتب کلیات میں شامل نہیں کیا تھا سیدہ جعفر نے انھیں بھی شامل کر دیا ہے۔

۵۔کلیات میں شامل کلام:

ڈاکٹر زور نے کلیات کو تین حصوں میں تقسیم کیا ۔ پہلے حصے میں نظمیں ، دوسرے میں غزلیں اور تیسرے میں قصائد ، رباعیات اور ریختی کو جگہ دی گئی۔ ڈاکٹر سیدہ جعفر نے بھی کلیات کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے ۔حصہ اول میں نظمیں، دوم میں غزلیات اور سوم میں ریختی، رباعیات، مربع ،مثنوی اور مرثیے شامل ہیں۔

ڈاکٹر زور کے مرتبہ کلیات میں ۲۲۰ نظمیں اور ۱۶۳۹ اشعار ہیں ۔ ان نظموں کے موضوعات اور اشعار کی تعداد درج ذیل ہے:

موضوعات	نظمیں	اشعار
حمدیہ اشعار پر مشتمل نظمیں	۵	۱۳۵
نعت	۵	۴۳
منقبت	۶	۴۰
مدح حضرت بی بی فاطمہؓ	۲	۱۰
عید میلا دالنبیؐ	۶	۵۴
عید بعثت نبیؐ	۵	۳۷
شبِ معراج	۱	۵
عیدسوری	۵	۳۵
عیدمولودعلیؑ	۹	۶۶
عیدغدیر	۸	۶۲
شب برات	۱۰	۷۷
ہلال عید وعید رمضان	۱۱	۸۹
بقرعید	۹	۶۸
نوروز	۳	۲۱
بسنت	۷	۵۲
دوسری عیدیں	۴	۲۸
سالگرہ	۱۰	۸۶
جلوہ اور دیگر رسوم	۸	۵۲
لوازماتِ شاہی	۶	۵۲
کھیل	۳	۱۸

برسات اور سرما	۱۶	۱۱۴
محلاتِ شاہی	۶	۵۸
بارہ پیاریاں	۳۸	۲۶۱
دوسری پیاریاں	۱۰	۷۴
ناز	۹	۶۶
نیاز	۶	۴۸
افسانۂ محبت	۷	۵۱
متفرق	۴	۳۳

نظموں کے بعد ردیف وار غزلیں دی گئی ہیں جن کی تعداد۳۱۲ ہے اور اشعار کی تعداد۲۲۵۴ ہے ۔ سیدہ جعفر کے مرتبہ کلیات میں ۲۷۹ غزلیات اور متفرق کلام میں ۳۰ نظمیں ریختی، ۳۸ رباعیات، ۲ مربع اور ۵ مرثیے شامل ہیں۔ قصائد میں عید میلا د النبیؐ ، بعثت نبیؐ، عید نوروز و عید سلطان ، عید نوروز ، نوروز ، غزل ، شان علیؑ ، عید قربان ، باغ محمد شاہی ، بسنت ، قصیدہ ، قصیدہ کے عنوانات شامل ہیں ۔ڈاکٹر زور نے حمد کی ۵ نظمیں جبکہ سیدہ جعفر نے ۴ درج کی ہیں ۔ دونوں مرتبین نے ۵ نعتیہ نظمیں درج کی ہیں ۔

ڈاکٹر زور نے مشکل اور نامانوس الفاظ کے معنی لفظ کے نیچے ہی دے دیے ہیں جبکہ سیدہ جعفر نے آخر میں فرہنگ درج کی ہے ۔

ڈاکٹر زور کے مرتبہ کلیات میں ردیف الف کا پہلا شعر ہے :

دلا منگ خداکن کہ خدا کام دوِیگا تمن من کے مراداں کے بھرے جام دوِیگا ۹
مانگ کے پاس دیوے گا تمھارے دل مرادوں دیوے گا

نظم بقر عید کا پہلا شعر ہے

خبر بکرید خوشیاں سیتیں میرے تائیں لیایا ہے خوشیاں اوپر تھے قربانی ہونے بکرید آیا ہے ۱۰
خوشیوں کیساتھ لے لایا سے

عید غدیر کے موضوع کی پہلی نظم کے دو اشعار درج ذیل ہیں

کہے من گنت مولا مرتضیٰؑ کوں شاہ دو جگ کے بیاں کیتے فصاحت سات رتبا سب بلاغت کا ۱۱
کرتے کے ساتھ رتبہ

نبیؐ کوں حق کہیا یادِ علیؑ نادِ علیؑ سوں کر علیؑ مظہر امولک ہے رتن میری سو قدرت کا ۱۲
کہا سے

دیگر اصناف میں قصائد، مرثیہ، ریختی ،مثنوی، رباعیات شامل ہیں ۔ رباعی نمبر تین یوں ہے

میرے سو گنہ گانٹھ کھولنہار علیؑ کی گرہ ہر مشکلاں میں ہے مرے آدھار علیؑ

ہر ٹھار مددگار ہوا پ پیار سیتے جگہ اپنے سے دیتے ہیں منجے فتح کا تروار علیؑ مجھے ۱۳

ایک مرثیہ کا پہلا شعر یوں ہے

آؤ مل کر ماتمیاں سب اس غماں تھے لھو رووِیں وااماماں یا اماماں یاد کر کر دل کھویں ! ۱۴

سیدہ جعفر نے نظموں یا غزلوں کے آخر میں قوسین میں ق یا ج لکھا گیا ہے یعنی جو نسخہ قدیم میں ہیں ان کے آخر میں ق لکھا گیا ہے اور جو کلام نسخہ جدید سے لیا گیا ہے اس کے آخر میں ج لکھا گیا ہے۔ جہاں الفاظ یا مصرعے کرم خوردہ ہیں وہاں خط کھینچ دیا گیا ہے اور قوسین میں کرم خوردہ لکھا گیا ہے۔ اختلافِ نسخ حاشیوں میں درج کیے گئے ہیں

محمد دین قائم ہے ہندو بھاراں بھگاووتم (ا) ۱۵

اس کے حاشیے میں لفظ بھگاوو کا اختلاف نسخہ جدید سے ''بھگاؤ'' درج کیا گیا ہے۔

''عید میلا دالنبیؐ کا جشن'' کے عنوان کے تحت نظم دی ہے جو کہ نسخہ جدید سے ہے۔ اس کے آخر میں نسخہ آصفیہ کے دو اشعار بھی دے دیے ہیں۔

عید رمضان کے عنوان کے تحت نظم نمبر ۵ دی گئی ہے وہ قدیم اور جدید دنوں نسخوں میں موجود ہے۔ اس کا ایک شعر ہے۔

بازاں میں تمہارے سو شہاباز ہوا ہوں اب باز نمن ناوں نہ پوچھو کہ نشر ہے (۲) ۱۶

اس کا حاشیہ یوں درج کیا ہے: ''(۲) اب ناز ہمن ناوں نہ پوچھو کہ نشر ہے'' ۱۷

۳۸ رباعیات ہیں۔ چہار در چہار یا مربع کے عنوان سے دو مربع ہیں۔ پانچ مرثیے، مثنوی اور مثنوی کے دو اشعار ہیں۔ آخر میں فرہنگ دی گئی ہے۔

ڈاکٹر زور اور ڈاکٹر سیدہ جعفر نے محمد قلی قطب شاہ کی مسلسل غزلوں کو نظموں میں شامل کیا ہے اور انھیں خود ہی عنوانات بھی دیے ہیں۔ میری رائے میں مسلسل غزلوں کو نظموں کا نام دینا مناسب نہیں ہے بلکہ انھیں ردیف وار غزلوں ہی میں شمار کرنا چاہیے تھا۔ نظموں اور غزلوں کے دو حصے بنانے کے بجائے صرف غزل ہی کا ایک حصہ ہونا چاہیے تھا۔ سلطان محمد قطب نے محمد قلی قطب شاہ کا جو کلیات ترتیب دیا تھا اس میں یقیناً نظمیں نہیں تھیں بلکہ مرتبین کی الگ کی گئی نظمیں دراصل غزلیں ہیں۔ اس لیے شاعر کے اصل متن کی پیش کش کے لیے ضروری تھا کہ ان نظم نما غزلوں کو بھی حصہ غزل میں شمار کیا جاتا اور کسی مضمون یا حواشی میں ان کے عنوانات درج کیے جاتے یا ان کی خصوصیات بیان کر دی جاتیں تو یہ زیادہ بہتر ہوتا۔

حوالہ جات:

(۱) ڈاکٹر محی الدین قادری زور (مرتب)، کلیاتِ سلطان محمد قلی قطب شاہ، حیدر آباد دکن: مکتبہ ابراہیمیہ، ۱۹۴۰ء، ص۱۳ حاشیہ

(۲) سیدہ جعفر (مرتب)، کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ، نئی دہلی: ترقی اردو بیورو، ۱۹۸۵ء، ص۱۰۳ مقدمہ

(۳) ڈاکٹر محی الدین قادری زور (مرتب) کلیاتِ سلطان محمد قلی قطب شاہ، ص۱۹ مقدمہ

(۴) ایضاً ، ص۲۰

(۵) ایضاً ، ص۲۷

(۶) سیدہ جعفر (مرتب)، کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ، ص۱۰۸ مقدمہ

(۷) ڈاکٹر محی الدین قادری زور (مرتب) کلیاتِ سلطان محمد قلی قطب شاہ، ص۳۴۷ مقدمہ

(۸) سیدہ جعفر (مرتب)، کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ، ص۲۸۷ مقدمہ

(۹) ڈاکٹر محی الدین قادری زور (مرتب) کلیاتِ سلطان محمد قلی قطب شاہ، ص ایک متن

(۱۰) ایضاً ، ص۱۱۵

(۱۱) ایضاً ، ص۷۵

(۱۲) ایضاً ، ص۷۶

(۱۳) ایضاً ، ص۴۳ دیگر اصناف

(۱۴) ایضاً ، ص۵۶

(۱۵) سیدہ جعفر (مرتب)، کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ، ص۳۲۱ متن

(۱۶) ایضاً ، ص۳۵۵ متن

(۱۷) سیدہ جعفر (مرتب)، کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ، ص۳۵۵ حاشیہ